جناب ریاض الحسن نوری ایم۔ اے

آخری قسط

(۴)

حکومت پرستی کا شرک سب سے عظیم ظلم ہے

○ ○ ○

امام ترمذیؒ نے کتاب الفتن میں ایک لمبی حدیث ذکر کی ہے جس میں قربِ قیامت کی بعض نشانیوں کا بیان ہے ——— ان میں سے چند یہ ہیں:

"وکان زعیم القوم ارذلهم، واکرم الرجل مخافة شره وشربت الخمور۔" (سنن الترمذی، روایت ۲۲۱۰)

یعنی قوم کا لیڈر اور حاکم ان کا رذیل ترین شخص ہوگا۔ اور آدمی کا احترام اس کے شر کے خوف سے کیا جائے گا، شراب نوشی عام ہوجائیگی!

ناظرین غور فرماسکتے ہیں کہ ان میں سے کون کون سی پیشگوئیاں آج ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔ مزید سنیئے:

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

سرانجام دیا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی ظالم حکمران مسلط کر دے گا، کہ وہ نہ تمہارے بڑے کی توقیر کرے گا اور نہ چھوٹے پر ترس کھائیگا تمہارے نیک بندے اس کو بددعا دیں گے تو ان کی دعا قبول نہ ہوگی اور تم مدد مانگو گے تو مدد نہ ملے گی اور استغفار کرو گے تو تمہاری مغفرت نہ ہوگی۔"

حضرت حذیفہؓ سے کسی نے پوچھا زندوں میں سے مردہ شخص کون سا ہے؛ تو آپؓ نے فرمایا:

"جو بری بات ہاتھ سے نہ بگاڑے اور نہ زبان اور دل سے برا کہے، وہ زندوں میں سے مردہ شخص ہے" (احیاء العلوم جلد دوم باب المعروف و نہی عن المنکر)

قرآن وحدیث کے بعض اعجازات:

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین!"

یعنی ہم نے آپ کو (اے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اس کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

اسی وجہ سے جنابِ اقدس ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آئندہ پیش آنے والی مشکلات اور تمام مصائب سے آگاہ فرما کر ان کا علاج بھی بتلا دیا ہے۔ مقدمہ دارمی کی حدیث نمبر ۲۱۷ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان اخوف ما اخاف علیکم الائمۃ المضلین"

یعنی مجھے تمہارے معاملے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے، وہ گمراہ حکام اور لیڈر ہیں۔"

اسی کے ساتھ والی روایت جو دارمی کے علاوہ المطالب العالیہ صفحہ ۲۲۱ پر بھی ہے، یہ ہے کہ:

"حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا گیا، اس امت کے حالات کب تک اور کن

وجوہ کی بنا پر درست رہیں گے ؛ تو آپؓ نے فرمایا : جب تک حکام اور لیڈر درست رہیں گے (ما استقامت الائمۃ) دارمی کی روایت نمبر ۲۲۰ میں ہے ، حضرت عمرؓ نے پوچھا : "آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کو کونسی چیز برباد کر دے گی ؟"

"ما یھدم الاسلام"

راوی نے جواب دیا ،

"مجھے معلوم نہیں " اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا :

"یھدمہ زلۃ العالم وجدال المنافق بالکتاب وحکم الائمۃ المضلین "

کہ اسلام کو علماء کی لغزش ، منافق کا قرآن سے کہ بحث کرنا اور گمراہ لیڈروں کی حکومت ڈھا دے گی !

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا "

یعنی زمین پر چلنے والا جو بھی جاندار ہے ، اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے "

مگر مغربی و مشرقی پاکستان کے کچھ لیڈروں نے اسلام کے معاشی نظام کو اپنانے کی بجائے سوشلزم کے معاشی نظام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم عوام کو روٹی ، کپڑا اور مکان دیں گے ۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت رزاقیت میں اپنے کو شریک کرنے کی مذموم سعی کی گئی ۔ اللہ تعالیٰ کو یہ حرکت ناگوار گذری اور مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کی معیشت سنبھلنے کی بجائے اور بگڑ گئی ۔ روٹی ، کپڑا ، چینی ، تیل گھی ، سب اشیاء مزید مہنگی ہو گئیں اور آٹا و تیل کے لئے لمبی لمبی قطاریں لگنے لگیں ۔ بے بس مرد اور عورتیں ان قطاروں میں گھنٹوں کھڑے رہ کر اپنے لیبر آورز (LABOUR HOURS) ضائع کرنے پر مجبور ہو گئے ۔ اور یہ کوئی انہونی بات نہ تھی ، اللہ تعالیٰ نے تو بہت پہلے قرآن مجید میں اعلان فرما دیا ہے :

"نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحياة الدنيا" (الزخرف ۳۲)

یعنی "دنیاوی زندگی میں توان کی معیشت ہم ہی نے تقسیم کر رکھی ہے۔"

"ومن اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا ونحشره يوم القيامة اعمى" (طٰہٰ ۱۲۴)

یعنی جس نے میری یاد سے منہ پھیرا پس اس کی معیشت تنگ ہے اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے۔

پس ناظرین نے دیکھ لیا کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے جن لیڈروں نے اپنی ساری توجہ اور کوششیں سوشلزم کا نعرہ لگا کر معیشت کو سنبھالنے پر مرکوز کر دیں اور اسلام سے منہ موڑ لیا تو انہوں نے اپنے علاقوں کی معیشت کو پہلے سے بھی برباد کر کے رکھ دیا۔ اور مہنگائی دونوں مقامات پر اس تیزی سے بڑھی کہ اس کی مثال ان علاقوں کی تاریخ میں اس سے پہلے نہیں ملتی۔

اس کے برعکس سعودی عرب والوں نے شرک کا اپنے ممالک سے خاتمہ کیا اور حدود اللہ کو اپنے ملک میں نافذ کیا تو اللہ تعالیٰ نے بغیر سعی کے بھی ان کی معیشت کو دنیا میں بلند ترین مقام پر پہنچا دیا۔ سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں اور کیسے ہوا؟ اس کی وجہ بھی آپ کو قرآن و حدیث میں مل جائے گی، حضور ؐ نے فرمایا تھا:

"اقامة حد بارض خير لاهلها من مطر اربعين ليلة"

یعنی کسی علاقے میں حد کا قائم کیا جانا وہاں چالیس روز کی بارش سے زیادہ بابرکت ہوتا ہے۔" (نسائی ج ۸، ص ۶۸)

پس سعودی عرب والوں نے اپنے ہاں شریعت کی مقرر کردہ حدود کو جاری کیا۔ چور کے ہاتھ کاٹے، قتل کے بدلے قتل کی سزا دی، سود کو ختم کیا تو وہاں کی معیشت تمام دنیا میں سب سے اعلیٰ اور بلند ہو گئی۔ حتیٰ کہ فیصل ؒ نے جب تیل پر پابندی لگا دی تو امریکہ اور یورپ کے لوگ سردی میں ٹھٹھرنے لگے،

اور ان کی کاروں کی سرعت میں بھی کمی آگئی۔

حالانکہ ابھی تک سعودی عرب نے بھی مکمل طور پہ اسلام پر عمل نہیں کیا، اگر ایسا ہوتا تو آج اسلامی دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔

سعودی عرب کی معیشت اس حد تک مضبوط ہے کہ مغربی پاکستان کے لوگ بھی، جہاں گرتی ہوئی معیشت کو سنبھالا دینے کے لئے بڑا اودھم مچایا جا رہا ہے اور نتیجہ صفر بھی نہیں نکل رہا، سعودی عرب کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو گئے ــــــ ان حالات کو بہ نظر غائر دیکھا جائے تو قرآن و حدیث کا اعجاز سامنے آجاتا ہے۔

پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی صفت یوں بیان فرمائی ہے:

"ان ربك فعال لما يريد" (هود : ۱۰۷)

یعنی تیرا رب جو چاہے کر سکتا ہے۔

"لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون" (الانبیاء : ۲۳)

اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے، اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا، مگر اوروں سے باز پرس کی جاتی ہے۔

سنن نسائی میں خاص باب ہے، جس کا عنوان ہے:

"القصاص من السلاطين"

یعنی فرمانرواؤں سے قصاص، اور اس کے ذیل میں یہ حدیث درج ہے:

"ان عمر قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقص من نفسه" (سنن نسائی، ج ۷، ص ۳۱)

یعنی حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے خلاف قصاص دلاتے تھے۔"

اب ہمارے وزراء نے آئین کی شق ۲۴۸ بنا کر اپنے کو اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا صفت میں شریک کرنے کی دانستہ یا نادانستہ کوشش کی اور کاغذی طور پر ہی سہی اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بلند مقام دے دیا، پھر اس پر

دستخط بھی ہو گئے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رومیوں کے سامنے یوں اعلان کیا:

"لیکن ہم نے جس شخص کو اپنا بادشاہ بنا رکھا ہے، وہ کسی بات میں اپنے کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اگر وہ زنا کرے تو اس کو درّے لگائے جائیں گے، چوری کرے تو اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، پردے میں نہیں بیٹھتا، اپنے آپ کو ہم سے بڑا نہیں سمجھتا۔ مال و دولت میں اس کو ہم پر کوئی ترجیح نہیں۔"

(الفاروق مؤلفہ شبلی نعمانی، حصہ اول ص ۸۱، مطبوعہ دہلی)

پاکستان میں حکام کو خلفائے راشدین سے زیادہ اختیارات دینا کیسا ہے؟ خلفائے راشدین سے بلند مقام تو رسول ؐ کا ہی ہو سکتا ہے۔ ہمارے آئین میں ایک طرف تو اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو حاکمِ اعلیٰ مانا گیا ہے۔ مگر دوسری طرف ہمارے آئین کی دفعہ ۴۵ حصہ اول میں صدر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی کورٹ کے فیصلہ کو کالعدم قرار دے سکتا ہے۔ حالانکہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے خلاف عدالتوں نے فیصلے سنائے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک عدالت ایک فیصلہ قرآن کے مطابق سناتی ہے جو حاکمِ اعلیٰ کا قانون ہے تو اس فیصلہ میں صدر کیسے کمی بیشی کر سکتا ہے یا اس کو ختم کیونکر کر سکتا ہے۔ ماہرین قانون اور علماء یہ بتائیں کہ کیا یہ اختیار شرک کے ذیل میں نہیں آتا، کیا حکومت کو اللہ کی کتاب کے خلاف فیصلہ کرنے کا اختیار دینا صریح شرک نہ ہوگا؟

کیا کسی حاکم کو قرآن کے خلاف فیصلہ دینے کا اختیار اللہ جل شانہٗ کی حاکمیت کے بنیادی اصول سے متصادم نہیں؟ اور کیا یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا کھلم کھلا اور عملی انکار نہیں؟

حضرت عمر رضؓ نے فرمایا:

«لاتسموا الحکم ولا ابا الحکم فان الله ھو الحکم» (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۲)

یعنی کسی کا نام حکم نہ رکھو اور نہ ابو الحکم رکھو کیونکہ حکم تو اللہ تعالیٰ ہے۔"

اگر کوئی حاکم یہ سمجھتا ہے کہ اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قرآن کے خلاف فیصلہ یا حکم دے سکتا ہے تو ہمارے بلکہ اسلام کے نکتۂ نظر سے وہ شرک کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اب ماہرین قانون اور علمائے کرام یہ بتائیں کہ جو ہم نے سمجھا ہے وہ درست ہے یا غلط؛ تاکہ صحیح بات عوام کے سامنے آجائے!

مولانا مناظر حسن گیلانی ایک مقام پر یوں رقمطراز ہیں:

"مسلمان بادشاہوں کے متعلق عیوب کے ساتھ افسوس ہے کہ ان کی خوبیوں کے ذکر کو لوگوں نے ترک کر دیا۔ غلط فہمی اب تو اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خلافتِ راشدہ کے بعد سمجھا جاتا ہے، کہ اسلامی قانون پر کسی اسلامی حکومت کا عمل درآمد نہ تھا، حالانکہ اور کچھ ان کے عہد میں تھا یا نہ تھا، لیکن قانون، جہاں تک میں جانتا ہوں، ہر زمانہ میں اسلام کے سوا مسلمانوں کی کسی حکومت کا کسی ملک میں کوئی قانون نافذ نہ رہا۔ اکبر کا زمانہ ہندوستان میں صرف ایسا گذرا ہے، جس میں اسلامی قانون کی جگہ نئے قوانین کے نفاذ کا ارادہ کیا گیا تھا، لیکن بظاہر اس میں بھی کامیابی نہیں ہوئی اور کچھ اسی قسم کی صورت علاؤ الدین خلجی کے زمانہ میں پیش آئی مسلمانوں کے ہاتھ میں دنیا کی سیاست کی باگ جب تک رہی، اسلامی قانون کے ساتھ اس کی وفاداری مسلسل باقی رہی۔ یورپ کے تسلط کے بعد جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے، یہ قصہ ہی الگ ہے بہرحال مسلمان سلاطین سے شکایت اگر کچھ ہو سکتی ہے تو ان کے ذاتی اخلاق و کردار کی، اور اسی وجہ سے مالی معاملات میں بھی ان سے

غلطیاں سرزد ہوئیں۔ لیکن قانون کی حد تک ہر حکومت مسلمانوں ہی کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت رہی ہے۔ اور ذاتی حیثیت سے بھی ہر مسلمان کا حال ایک سا نہیں ہے۔ ان میں جہاں برے ہیں، کافی تعداد اچھے اور دیندار بادشاہوں کی بھی ہے۔ یہی ملک شاہ سلجوقی ہے، حکومت کے مالیہ میں اس نے جو کچھ ترمیم کی، وہ الگ داستان ہے۔ بعض ذاتی واقعات اس بادشاہ کے سننے کے قابل ہیں، جو ابن جوزی نے منتظم میں لکھا ہے کہ بادشاہ کے کیمپ میں ایک دیہاتی خربوزہ بیچنے آیا تھا۔ کسی فوجی افسر کے غلام نے خربوزے اس سے چھین لئے۔ دیہاتی بیچارہ راستے سے کنارے ہٹ کر رو رہا تھا۔ بادشاہ شکار سے واپس آرہا تھا، آدمی بھیج کر بلوایا، پوچھا کیوں روتا ہے؟ اس نے حال بیان کیا، قصہ طویل ہے۔ حاصل یہ کہ غلام تو گرفتار نہ ہوسکے، بھاگ گئے۔ تب بادشاہ نے فوجی افسر کا ہاتھ پکڑ کر دیہاتی کسان کے حوالے کیا کہ اس کو بیچ کر تو اپنے خربوزوں کے دام وصول کرلے اور اسے قسمیں دیں، دیہاتی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، لے چلا، آگے جاکر کئی ہزار پر بات طے ہوئی اور یہی لے کر امیر کی رہائی ہوئی۔ دیہاتی نے بادشاہ کو آکر مطلع کیا کہ میرے روپے وصول ہوگئے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔

ایک دفعہ ایک مظلوم نے بادشاہ کے گھوڑے کی لگام راستہ میں پکڑ لی، پوچھا، کیا ہے؟ اس نے ظلم کی داستان سنائی، ملک شاہ اسی وقت گھوڑے سے اتر گیا اور مظلوم سے کہا، میری آستین پکڑ لے، اور اسی طرح گھسیٹتے ہوئے مجھے نظام الملک طوسی وزیر کے پاس لے چل، اصرار اتنا بلیغ تھا کہ مظلوم کو یہی کرنا پڑا نظام الملک کو معلوم ہوا کہ بادشاہ اس شکل میں آرہے ہیں، ننگے پاؤں دوڑا، بادشاہ نے دیکھتے ہی کہا، حسن، میں نے رعایا

کو تمہارے سپرد اسی لئے کیا تھا کہ امراء ان پر ظلم کریں؟ اسی وقت ظلم کا ازالہ نظام الملک نے کیا، حالانکہ ظالم ایک مشہور امیر کبیر تھا"

(مقالات احسانی، مؤلفہ مناظر حسن گیلانی ص ۶۲، ۶۳)

آخر میں ہم بتا دیں کہ ہمارا مقصد اس تحریر سے حق کا بیان اور اسکی تلاش ہے۔ اگر کسی صاحب کو اختلاف ہو اور قرآن و حدیث سے دلائل اس کے پاس ہوں تو وہ تعاقب کر سکتا ہے "ترجمان الحدیث" کے صفحات اس کے لئے حاضر ہیں۔ ہم ہر مسئلہ پر دلائل سے حق کو واضح کرنا چاہتے ہیں۔ ختم شد

تصحیح

جون ۷۵ء کے شمارہ میں صہ ۳۶ پر چھٹی اور ساتویں لائن، اس طرح لکھی گئی ہے: "ایک مقدمہ میں تو سلطان محمد تغلق نے ایک لڑکے کو قصاص میں اکیس چھڑیاں ماریں" جو غلط ہے۔ اصل فقرہ یوں ہے: "ایک مقدمہ میں تو سلطان محمد تغلق کو ایک لڑکے نے قصاص میں اکیس چھڑیاں ماریں" قارئین کرام تصحیح فرما لیں۔

ضروری اعلان

ادارہ ترجمان الحدیث" نے ترجمان کے اجراء کے وقت اس کی جو قیمت مقرر کی تھی، موجودہ کمر توڑ گرانی کے باوجود، آج بھی اس کی قیمت وہی ہے۔ لیکن پچھلے ماہ سے محکمہ ڈاک نے رجسٹری اور وی۔پی فیس ۶۰ پیسے سے بڑھا کر ۹۰ پیسے کر دی ہے۔ اب ادارہ کے لئے مجبوری ہے کہ وی پی نو روپے ساٹھ پیسے کی بجائے ۹ روپے نوّے پیسے کی ارسال کرے۔ امید ہے قارئین محسوس نہیں فرمائیں گے (مینجر)